سہ ماہی الشریعہ
جنوری ۱۹۹۷ء

ابو عمار زاہد الراشدی

اسلام اور عورت کا اختیار

عربی ادب کی کہاوت ہے کہ ایک مصور دیوار پر تصویر بنا رہا تھا اور تصویر کا منظر یہ تھا کہ انسان کے ہاتھوں میں شیر کی گردن ہے اور وہ اس کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ اتنے میں ایک شیر کا وہاں سے گزر ہوا اور وہ تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔ مصور نے شیر سے پوچھا کہ میاں تصویر اچھی لگی؟ شیر نے جواب دیا "بھئی قلم تمہارے ہاتھ میں ہے جیسے چاہے منظر کشی کر لو' ہاں اگر قلم میرے ہاتھ میں ہوتا تو تصویر کا منظر اس سے یقیناً مختلف ہوتا"

کچھ اسی قسم کی صورت حال آج عالم اسلام کو مغربی میڈیا کے ہاتھوں درپیش ہے۔ میڈیا کے تمام وسائل کا کنٹرول چونکہ مغرب کے ہاتھ میں ہے اس لیے وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اپنی مرضی کی تصویریں اور مناظر دنیا کو مسلسل دکھائے جا رہا ہے۔ انہی مناظر میں ایک منظر عورت کے بارے میں بھی ہے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام میں عورت کے لیے مجبوری' محکومی اور بے بسی کے سوا کچھ نہیں ہے اور اسلام اسے کسی قسم کا کوئی اختیار دینے کے لیے تیار نہیں۔ حالانکہ جب ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معاملہ اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے اور عورت کی تکریم' اس کی رائے کے احترام اور اس کے اعزاز کے واقعات قدم قدم پر شعلوں کی صورت روشن دکھائی دیتے ہیں۔

آج کی صحبت میں ہم انہی میں سے ایک ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک لونڈی تھیں جن کا نام بریرہ تھا اور وہ مغیث نامی ایک نوجوان کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عائشہ نے بریرہ کو آزاد کر دیا اور اسے اسلامی اصولوں کے مطابق خیار عتق حاصل ہو گیا' "خیار عتق" کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی آزاد کر دی جائے اور آزاد ہوتے وقت وہ کسی کے نکاح میں ہو تو اسے یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اگر اپنے سابقہ خاوند کے نکاح میں نہ رہنا چاہے تو اس سے الگ ہو جائے۔ بریرہ نے یہ حق استعمال کرتے ہوئے اپنے خاوند مغیث سے علیحدگی اختیار کر لی جس کا مغیث کو بے حد صدمہ ہوا۔ احادیث میں ذکر

ہے کہ مغیث اس صدمہ میں گلیوں میں روتے پھرتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ "کوئی میری سفارش کرے اور بریرہ کو مجھ سے راضی کر دے"

رفتہ رفتہ بات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ حضورؐ نے مغیث کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں بریرہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بریرہ سے پوچھا گیا تو اس اللہ کی بندی نے جواب دیا کہ میں مغیث کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے مغیث کی سفارش کی اور فرمایا کہ اگر تم واپس اس کے پاس چلی جاؤ تو بہتر ہے' اس پر بریرہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے مغیث کے پاس واپس چلے جانے کا "حکم" دے رہے ہیں یا یہ مشورہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم نہیں مشورہ ہے۔ اس پر بریرہ نے جو جملہ کہا' وہ عورت کی رائے اور حق کے احترام کی روشن مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے" اور پھر مغیث اور بریرہ کے نکاح کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

بریرہ نے اپنے حق کا آزادانہ استعمال کیا اور اس کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ کو بھی قبول نہ کیا۔ لیکن اپنے حق اور رائے پر سختی کے ساتھ قائم رہتے ہوئے بھی اس صحابیہ نے اس احتیاط کا دامن ضرور تھامے رکھا کہ کہیں حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے اسی لیے انہوں نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم ہے یا مشورہ؟" گویا انہوں نے یہ بات واضح کر دی کہ اگر حکم ہوتا تو سرتابی کی مجال نہ تھی' ہاں مشورہ ہے تو اس کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے۔

اس واقعہ میں ہمیں سنت نبویؐ سے دو سبق ملتے ہیں۔ اول یہ کہ عورت کو جو اختیار حاصل ہے' اسے وہ کسی روک ٹوک کے بغیر استعمال کر سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اختیار صرف اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ وحی الٰہی سے نہ ٹکرائے اور جب وحی سامنے آ جائے تو اس کے مقابلہ میں کسی کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

الغرض یہ واقعہ جو احادیث کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے' عورت کی رائے کے احترام کی واضح مثال ہے اور اگر اس کے باوجود یہ کہا جائے کہ اسلام کے دامن میں عورت کے لیے جبر کے سوا کچھ نہیں تو اسے عناد اور ضد کے سوا کوئی اور عنوان نہیں دیا جا سکتا۔